مطالعۃ القرآن

قسط ۱۲

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ عبد العزیز علوی۔

۴۔ التدرج فی تربیۃ الامۃ الناشئۃ

نئی امت کی علمی و عملی تربیت میں تدریج و سہولت کا اہتمام اس کیلئے کئی امور کو ملحوظ رکھا گیا۔

الف۔ حفظ قرآن میں سہولت و آسانی:۔ عرب لوگ عام طور پر امی تھے۔ قرآۃ و کتابت سے عام طور پر لوگ ناآشنا تھے۔ ضبط و تدوین سے واقف نہیں تھے کہ پہلے کوئی چیز ضبط تحریر میں لے آتے اور پھر اس کو یاد کر لیتے۔ بلکہ اس کا سارا اعتماد قوت حافظہ پر تھا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے

هو الذى بعث فى الاميين رسولا منهم يتلوا عليهم آياته و يزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وان كانوا من قبل لفى ضلال مبين۔ (پ۲۸۔ سورۃ الجمعہ آیت۲)

وہی تو ہے جس نے امی لوگوں میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کو اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔ جب کہ یہ لوگ پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔

ان میں سے جو لوگ کتابت و قرأت کی مہارت رکھتے تھے ان کے پاس بھی کتابت کے اسباب و وسائل عام نہ تھے۔ مزید بر آں صحابہ کرام اقتصادی و معاشی اور دفاعی و جنگی ضروریات میں گھرے ہوئے تھے۔ ایسے حالات میں ان لوگوں پر اگر قرآن دفعتہ، یکبارگی اتارا جاتا تو ان کیلئے اس کا یاد کرنا اور یاد رکھنا آسان نہ ہوتا۔

ب۔ فہم وتدبر میں تیسیر و سہولت:۔ جس طرح قرآن تھوڑا تھوڑا اتارنے میں حفظ میں آسانی پیدا ہوئی اس کے فہم وتدبر اور تعقل و تفکر میں بھی سہولت پیدا ہوئی اور تعلیم و تدریس کا فریضہ سرانجام دینا بھی آسان ہوا۔ جیسے جیسے قرآن تدریج کے ساتھ وقفہ وقفہ سے اتر رہا تھا عام طور پر صحابہ کرام اس کو یاد کر لیتے۔ اس کے معانی و مطالب پر غور و فکر کا موقعہ ملتا اور اس پر عمل کرنے میں آسانی رہتی۔

تعلمنا القرآن والعلم والعمل جميعا

ہم نے نبی اکرم ﷺ سے قرآن اس کا علم اور اس پر عمل سب کچھ سیکھا۔

اس بناء پر صحابہ کرام، تابعین کو بھی قرآن تھوڑا تھوڑا سکھاتے تھے۔

حضرت ابو نضرۃ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔

كان ابوسعيد الخدرى يعلمنا القرآن خمس آيات بالغداة و خمس آيات بالعشى و يخبران جبريل نزل بالقرآن خمس آيات خمس آيات۔ (اتقان بحواله ابن عساكر)

ابوسعید خدری ہمیں قرآن مجید کی پانچ آیات کی تعلیم صبح دیتے اور پانچ کی شام کو اور بتاتے کہ جبریل عام طور پر قرآن کی پانچ پانچ آیات لے کر اترتے۔

حضرت عمر فرماتے ہیں

تعلموا القرآن خمس آيات خمس آيات فان جبريل كان ينزل بالقرآن على النبى صلى الله عليه وسلم خمسا خمسا۔ (مباحث فى علوم القرآن بحواله بيهقى شعب الايمان)

قرآن پانچ پانچ آیات کر کے سیکھو کیونکہ جبریلؑ نبی اکرمؐ

پر قرآن پانچ پانچ آیات کی صورت میں لے کر اترتے تھے۔

گویا عام طور پر آیات پانچ پانچ ہی اترتی تھیں۔ اگرچہ بعض دفعہ اس میں کمی و بیشی بھی ہوتی تھی۔ جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔

ج۔ عقائد باطلہ، عبادات فاسدہ اور عادات سیئہ جو ان کے دلوں میں پیوست ہو چکی تھیں۔ ان سب کو فوراً چھڑانا ممکن نہ تھا۔ اس لئے پہلے ان کے دلوں میں ایمان باللہ، ایمان بالآخرۃ اور اللہ و رسول کی محبت جاگزیں کی گئی۔ قرآن تھوڑا تھوڑا اترتا کسی نہ کسی غلط عقیدہ یا بری عادات کو چھڑایا جاتا۔ یہاں تک آہستہ آہستہ تمام عقائد باطلہ، عبادات فاسدہ اور عادات سیئہ سے ان کو پاک کر دیا گیا۔ اگر بیک وقت یہ کام کیا جاتا تو موروثی عقائد و نظریات، قدیمی رسم و رواج اور عادات کو چھوڑنا اکثر لوگوں کیلئے انتہائی مشکل ہوتا۔

د۔ عقائد حقہ، عبادات صحیحہ اور اخلاق حسنہ کا عادی بنانے کیلئے پہلے ذہنوں کو تیار کر کے زمین ہموار کی پھر آہستہ آہستہ ان چیزوں کی تعلیم دی گئی۔ سب سے پہلے آہستہ آہستہ ایمانیات و عقائد کو ذہن نشین کیا۔

اللہ، آخرت، جنت و دوزخ، حساب و کتاب اور رسالت کا مسئلہ ان کے دلوں میں جمایا۔ پھر عبادات سکھائی گئیں۔ سب سے پہلے نماز اور زکوٰۃ کی تعلیم دی گئی۔ لیکن آغاز میں صرف صبح و شام دو رکعات لازم تھیں۔ ہجرت سے تھوڑا عرصہ پہلے پانچ نمازیں فرض قرار دی گئیں۔ لیکن رکعات اکثر نمازوں میں دو ہی رہیں۔

ہجرت کے بعد اس کے تفصیلی احکام آہستہ آہستہ پایہ تکمیل کو پہنچے۔ اسی طرح مکہ میں انفاق و زکوٰۃ کا حکم اجمالی طور پر نازل ہوا لیکن اس کا نصاب، مقدار اور وصولی کے احکام آہستہ آہستہ مدینہ میں مکمل ہوئے۔ ہجرت کے دوسرے سال

روزے فرض قرار دیئے گئے۔ لیکن ابتدائی طور پر اس میں بھی کچھ سہولتیں اور آسانیاں رکھی گئیں۔ سب سے آخر میں حج فرض ہوا۔ خاندانی مسائل کے بارے میں بنیادی و اساسی امور کی نشان دہی مکہ میں ہوئی لیکن حقوق و فرائض کی تفصیل و تعیین اور وراثت و وصیت کے مسائل مدینہ میں طے ہوئے، معاملات بیع و شرا اور حلال و حرام کے بارے میں تفصیلی احکام مدینہ میں نازل ہوئے۔ مسئلہ زنا کو تو مکی زندگی میں حرام قرار دے دیا گیا لیکن اس کی حد و تعزیر کی تکمیل مدینہ میں ہوئی۔

بعض وہ چیزیں جن کی شناعت و قباحت بالکل واضح تھی ان کو یکبارگی حرام ٹھہرایا گیا لیکن ان کے احکام کی تفصیلات آہستہ آہستہ طے ہوئیں۔ اس لئے جب زنا، قتل اور چوری کو حرام ٹھرایا گیا تو ان کے بارے میں تمام ہدایات و تعلیمات ایک ہی دفعہ نازل نہیں کی گئیں۔ لیکن بعض وہ چیزیں جو ان کی گھٹی میں بیٹھ چکی تھیں اور ان کی قباحت سب پر عیاں نہ تھی ان کی حرمت کے سلسلہ میں بھی تدریج اور آہستگی کو اختیار کیا گیا۔ مثلاً شراب، جوا اور سود ہے۔ شراب ان کا محبوب مشروب تھا اور ان کی سیادت و سخاوت کا نشان بھی۔ اس لئے ان کو اس سے باز رکھنا انتہائی پیچیدہ اور مشکل عمل تھا۔ قرآن نے اس کی حرمت کیلئے انتہائی حکمت اور تدریج کا راستہ اختیار کیا۔ سب سے پہلے صرف یہ فرمایا گیا

ومن ثمرات النخیل والاعناب تتخذون منہ سکرا و رزقا حسنا ان فی ذالک لایۃ لقوم یعقلون۔ (پ۱۴ النحل آیت ٦٧)

اور کھجوروں اور انگوروں کے پھلوں میں (بھی تمہارے لئے سبق ہے) تم ان سے نشہ کی چیزیں اور کھانے کی عمدہ چیزیں بناتے ہو بے شک اس میں بڑی نشانی ہے ان لوگوں کیلئے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں اپنا احسان و امتنان یاد دلایا ہے کہ میں نے تمہارے لئے کھجور اور انگور پیدا فرمائے جس سے تم نشہ آور چیز شراب کشید کرتے ہوئے جو انسانی عقل کو ماؤف کر دیتا ہے اور دوسری طرف ان سے بہترین رزق حاصل کرتے ہوئے رزق کے ساتھ حسن کی صفت مدح لا کر اس کی برتری اور تفوق کی طرف واضح اشارہ فرمادیا۔ دوسرے مرحلہ میں یہ آیت اتری

یسئلونک عن الخمر والمیسر۔ قل فیھما اثم کبیر و منافع للناس و اثمھما اکبر من نفعھما۔ (پ۲ البقرۃ آیت۲۱۹)

لوگ آپ سے شراب اور قمار کی بابت دریافت کرتے ہیں آپ بتا دیجئے کہ ان میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کیلئے فائدے بھی ہیں اور ان کا گناہ ان کے فائدوں سے کہیں بڑھا ہوا ہے۔

اس آیت مبارکہ کے ذریعہ یہ بات واضح کر دی کہ اگرچہ شراب میں تجارتی و اقتصادی فائدہ ہے یا اس سے بظاہر صحت بہت اچھی نظر آتی ہے انسان اپنے آپ کو توانا و طاقتور محسوس کرتا ہے یا اس میں اجتماعی و معاشرتی فائدہ کہ حالت نشہ میں جود و سخا کے ذریعہ فقراء و مساکین کی ضروریات پوری کی جاتی ہیں۔ یا اس سے وقتی طور پر قوت و شجاعت میں اضافہ ہوتا ہے اور انسان انتہائی جرات و بسالت سے میدان مقابلہ میں اترتا ہے لیکن اس کے مضار و نقصانات زیادہ ہیں۔ جسم و بدن میں ضعف و اضمحلال پیدا ہوتا ہے۔ یہ عقل میں بگاڑ و فساد کا باعث بنتا ہے۔ مال کی تضییع و اسراف کی عادت بد کا سبب ہے۔ اس سے فسق و فجور اور بدکاری کے دواعی و محرکات بھڑکتے ہیں اور اخلاقی مفاسد رونما ہوتے ہیں۔ منہ میں جو کچھ آتا ہے بکتا ہی جاتا ہے۔

تیسرے مرحلہ میں یہ آیت اتری

یایها الذین آمنوا لاتقربوا الصلاۃ و انتم سکاری حتی تعلموا ماتقولون۔ (پ۵۔ النساء آیت۴۳)

اے ایمان والو نماز کے قریب نہ جاؤ اس حال میں کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ جو کچھ کہتے ہو اسے سمجھنے لگو۔

شراب کے نشہ میں مدھوش انسان کا ہوش و حواس قائم نہیں رہتے اس لئے اسے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ میرے منہ سے کیا الفاظ نکل رہے ہیں جیسا کہ اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے جو اس آیت مبارکہ کا سبب نزول بتایا جاتا ہے۔

جب اوقات نماز میں شراب کا پینا حرام قرار دیا تو اس سے مشرب خمر کے سلسلہ میں انتہائی تنگی پیدا کر دی گئی کیونکہ تین نمازوں کے اوقات میں فاصلہ زیادہ نہیں ہے۔ عشاء اور صبح کے درمیان زیادہ وقت ہے۔ لیکن صحابہ کرام کی اکثریت تہجد گزار تھی۔ اس لئے ان کیلئے اس وقت یہ کام آسان نہ تھا۔ صرف صبح اور ظہر کی نماز کے درمیان گنجائش باقی رہے گی۔ لیکن ظاہر آیات کے نزول کی یہ تدریج واضح طور پر اس کی حرمت کی طرف جا رہی تھی۔ اس لئے وہ ذہنی طور پر حرمت کے قبول کے لئے آمادہ ہو رہے تھے۔ اس لئے چوتھے اور آخری مرحلہ قطعی حرمت کی فضا تیار ہو گئی اور زمین کے ہموار ہونے کے بعد اس سلسلہ کی آخری آیات نازل ہوئیں جن میں شراب کو قطعی طور پر حرام قرار دے دیا گیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

یایها الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون۔ انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر

و یصدکم عن ذکراللہ وعن الصلوة فھل انتم منتھون۔
اے ایمان والو! شراب اور جواء اور بت اور پانسے تو بس نری گندگی ہیں شیطان کے کام سے اس لئے اس سے بچے رہو تاکہ فلاح پاؤ۔ شیطان تو بس یہی چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان شراب اور جواء کے ذریعے دشمنی اور کینہ ڈال دے اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دے۔ اس لئے اب ان سے باز آؤ۔

ان آیات مبارکہ کے سنتے ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پکار اٹھے

انتھینا یا ربنا انتھینا یاربنا

اے ہمارے آقا، مالک ہم باز آئے۔ اے ہمارے پروردگار ہم رک گئے۔ اور نتیجۃً شراب مدینہ کی گلیوں میں پانی کی طرح بہنے لگی۔ لیکن اگر حلت و حرمت کے احکام و قوانین، اخلاق حسنہ کے ذیل میں آنے والی صفات کو یکبارگی نازل کردیا جاتا اور عادات بد سے فوری کنارہ کشی کا حکم ملتا اور پہلے ان کیلئے ذہنوں کو ہموار کر کے لوہے کو چوٹ کیلئے گرم نہ کیا جاتا تو معاشرہ میں ان کا نفاذ بہت مشکل ہوتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی موقوف روایت جو صحیح بخاری میں موجود ہے اس حقیقت سے پردہ اٹھاتی ہے

انما نزل اول مانزل منہ سورۃ من المفصل فیھا ذکر الجنہ والنار، حتی اذاثاب الناس الی الاسلام نزل الحلال والحرام۔ ولونزل اول شئی لاتشربوا الخمر لقالوا لاندع الخمرا بدا۔ ولونزل لاتزنوا لقالوا۔ لاندع الزنا ابدا

سب سے پہلی قرآن کی ایک ایسی سورت نازل ہوئی جس میں جنت و دوزخ کا تذکرہ ہے اور مفصل سورتوں سے تعلق رکھتی ہے۔ جب لوگ اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے یعنی ان میں اطاعت و فرمانبرداری کا جذبہ پیدا ہو گیا تو حلال و حرام اشیاء کا

نزول شروع ہوا۔ اگر پہلے ہی قدم پر شراب نہ پینے کا حکم نازل ہوتا تو ان کا جواب یہی ہوتا ہم کبھی شراب نہیں چھوڑ سکتے۔ اگر آغاز ہی میں کہا جاتا زنا سے باز آجاؤ تو وہ یہی کہتے یہ ہمارے لئے ممکن نہیں ہے۔

● لیکن جب پہلے ایمانیات و اعتقادات کو پختہ کر دیا گیا، فکر آخرت کا احساس بیدار ہو گیا اور اس کے نتیجہ میں آخرت، زندگی تمام احوال و امور کی باز پرس اور جواب دہی کا یقین مستحکم ہو گیا تو پھر حلت و حرمت کے احکام و تعلیمات کا نزول شروع ہوا اور معاشرہ میں یہ نافذ اور جاری و ساری ہوتے گئے۔

ط:۔ مسلمانوں کے دلوں کے اندر تسکین و اطمینان پیدا کرنا:۔ قرآن وقتاً فوقتاً أنبیاء و رسل اور ان کے اتباع و انصار کے حالات، دشمنوں کا ان پر جور و جفا اور ظلم و ستم اور ان کا مقابلہ میں صبر و شکیب اور ثبات و استقامت اور انجام کار رسولوں کے اعوان و انصار کا غلبہ و نصرت اور کامیابی و کامرانی سے ہم کنار ہونا بیان کرتا رہا جس سے مسلمانوں کے دلوں کو سکون، ذہنوں کو آسودگی اور ان کی سیرت و کردار میں استواری اور ان کے صبر و استقامت اور عزیمت و پامردی، جرات و حوصلہ کو نشوونما ملتا رہا۔

● تسکین و اطمینان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا

قل نزّله روح القدس من ربک بالحق لیثبت الذین آمنوا وهدی و بشری للمسلمین۔ (پ۱۴۔ النحل آیت۱۰۲)

آپ بتا دیجئے کہ اسے روح القدس نے آپ کے پروردگار کی طرف سے حکمت کے موافق اتارا ہے تاکہ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھے اور مسلمانوں کے حق میں ہدایت و بشارت بن جائے۔

انبیاء ورسل کے واقعات کے بیان کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا

وکلا نقص علیک من انباء الرسل مانثبت بہ فوادک و جاءک فی ھذہ الحق و موعظۃ و ذکری للمومنین۔ (پ۱۲ ھود آیت:۱۲۰)

اور پیغمبروں کے قصوں میں سے ہم یہ سب آپ سے بیان کرتے ہیں۔ جن سے ہم آپ کے دل کو تقویت بخشتے ہیں اور ان کے ذریعہ آپ تک حق پہنچا ہے اور ان میں نصیحت اور یاددھانی ہے اہل ایمان کیلئے اور فرمایا

ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم۔ مستھم الباساء الضراء وزلزلوا حتی یقول الرسول والذین آمنوا معہ متی نصراللہ۔ الا ان نصراللہ قریب۔ (پ۲ البقرہ آیت۲۱۴)

کیا تم یہ گمان رکھتے ہو کہ جنت میں داخل ہو جاؤ گے در آں حالیکہ ابھی تک تمہیں ان لوگوں کے حالات پیش نہیں آئے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ انہیں تنگی اور سختی پیش آئی اور انہیں ہلاڈالا گیا یہاں تک کہ رسول اور جو لوگ ان کے ہمراہ ایمان لائے تھے بول اٹھے اللہ کی نصرت کب آئے گی۔ یقین رکھو اللہ کی امداد یقیناً قریب ہی ہے۔

نصرت وامداد کے سلسلہ میں فرمایا

یایھا الذین آمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم (پ۲٦ محمد آیت۷)

اے ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جمائے گا۔

اختیار و اقتدار کا وعدہ دیتے ہوئے فرمایا:

وعد الله الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضیٰ لهم ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا یعبدوننی لایشرکون بی شئیاً ومن کفر بعد ذالک فاولئک هم الفاسقون۔
(پ۱۸ النور آیت۵۵)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کریں ان سے اللہ وعدہ کرتا ہے کہ انہیں زمین میں حکومت عطا کرے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو حکومت دے چکا ہے۔ اور جس دین کو ان کیلئے پسند کیا ہے اسی کو ان کے واسطے قوت دے گا اور ان کے خوف کے بعد اس کو امن میں تبدیل کر دے گا بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں کسی کو میرا شریک نہ بنائیں اور جو کوئی اس کے بعد بھی کفر کرے گا سو ایسے لوگ تو نافرمان ہیں۔

بقیہ: ایصالِ ثواب

سلف) میں کوئی دلیل نہیں۔

بلاشک بہت سے مصنوعی بزرگ کتاب حکیم کی نہ تو اس آیت کے مفہوم کو سمجھ پاتے ہیں (وما اتاکم الرسول فخذوہ) جو کچھ پیغمبر تمہیں دیں اس کو پکڑلو اور نہ ہی صحیح حدیث کے مطلب کو (من عمل عملاً لیس علیہ امرنا فھورد) جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہ ہو تو وہ مسترد ہے۔

یہی تو وہ لوگ ہیں جو قرآن حکیم کے سبب مال کماتے ہیں تو ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ (جاری ہے)